افتتاح

جامعہ اسلامیہ بہاولپور

ارشاداتِ عالی!

صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں ہلال جرأت، ہلال پاکستان

کی تقریر جو آپ نے جامعہ کے افتتاح کے موقع پر ۹ ر اکتوبر ۱۹۶۳ء کو جامعہ کے ہال میں فرمائی۔

میں اس مجلس منتظمین کا مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھے یہاں آنے اور رسم افتتاح بجالانے کی دعوت دی۔ میں نے جو راولپنڈی سے یہاں آکر اس جامعہ کا افتتاح کرنا قبول کیا، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کے مستقبل کے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ ہمارے یہاں مذہبی ادارے صحیح نمونے پر قائم ہوں۔

پاکستان کی بنیاد مذہب پر ہے۔ ہم نے اپنے مذہب اور تمدن کو محفوظ کرنے کے لیے پاکستان کا مطالبہ کیا اور خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے ہمیں پاکستان جیسی نعمت عطا کی۔

ہمارے لوگ مسلم دنیا میں شاید سب سے زیادہ مذہبی لوگ ہیں۔ مگر نئی تعلیم اور روشنی دن بدن پھیل رہی ہے۔ پچھلی صدی میں ہمارے علماء نے انگریزی سے اور نئے علوم سے مسلمانوں کو محروم رکھنے میں ہی اسلام کی حفاظت سمجھی حالانکہ اگر اسلام اللہ تعالیٰ کا سچا مذہب ہے اور اس کے اصول سچے اور دائمی اصول ہیں تو اسلام کو نئی تعلیم اور نئے خیالات سے کوئی خطرہ نہیں۔ خطرہ بزدل اور جھوٹے کو ہوتا ہے۔ حق گو یا حق پر قائم رہنے والوں کو نئے علوم یا نئے خیالات سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔

اس لیے نئے علوم یا نئے خیالات کا مقابلہ کرنے کا یہ طریق نہیں کہ ہم اپنے آپ کو ایک چار دیواری میں بند کرکے اور اندھیرا کرکے بیٹھ جائیں۔ صحیح طریقۂ کار یہ ہے کہ ہم نئے علوم اور نئے خیالات کا مطالعہ کریں۔ ہمارا مذہب ہمیں حکم دیتا ہے کہ جہاں بھی اچھی بات ہو اسے ہم قبول کریں اور جو غلط بات ہو اس کا رد کریں۔ یعنی اس کا جواب دیں اور ثابت کریں کہ وہ غلط ہے۔

قرآن اور سنت میں کوئی ایسی بات نہیں جسے نئے علوم یا نئے خیالات سے خطرہ ہو۔ مگر آج سے کئی صدیاں

قبل کسی عالم نے ہمارے زمانہ کے علمار کی طرح اگر کوئی تفسیر کی یا فتوٰے دیا اور آج کے بدلے ہوئے حالات میں وہ ہمیں صحیح نہیں معلوم ہوتا تو ہمیں جو راستہ آج صحیح ہے اسے اختیار کرنے سے بالکل نہیں گھبرانا چاہیے۔ قرآن کریم خود بارہا اپیل کرتا ہے کہ اپنی عقل اور فکر کو استعمال کرو۔ اور اجتہاد کا دروازہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھولا۔

اگر ہم نے تنگ دلی اور تنگ نظری سے کام لیا اور لکیر کے فقیر بننے پر ہی اکتفا کیا تو یاد رکھیں کہ ہماری آئندہ نسلیں اسلام سے اسی طرح دور ہو جائیں گی جس طرح مغربی اقوام اپنے مذہبوں سے ہو گئی ہیں۔ بلکہ مجھے آثار نظر آتے ہیں کہ ایسا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس لیے ہمارے علمار کا یہ اخلاقی، قومی بلکہ مذہبی فرض ہے کہ وہ اسلام کے دائمی اور سچے اصولوں کو اس زمانے کی ضروریات اور تقاضوں پر چسپاں کر کے دکھائیں کہ اسلام کے اصول اٹل اور سچے ہیں۔

چھوٹے چھوٹے فروعات یا ہمارے جیسے انسانوں کے فرسودہ خیالات جو زمانہ بدل جانے کی وجہ سے آج مناسب حال نہیں ان پر ضد کر کے قائم رہنے سے صرف یہی نتیجہ ہوگا کہ آئندہ نسلیں مذہب سے متنفر ہو کر بے دین اور دہریہ ہو جائیں گی۔

اسلام ترقی کا مذہب ہے۔ دیکھیے صحابہ کرام نے اسلام کے اصولوں پر عمل کر کے کیا ترقی کی کہ وہ نہ صرف درندگی کی حالت سے نکل کر اعلیٰ قسم کے انسان بن گئے بلکہ وہ علم و فن اور سائنس کے ماہر اور دنیا کے رہبر بن گئے۔ آج کیوں اسی اسلام کا نام لینے والے دنیا میں پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ ہمارا قدم اس راستے پر نہیں جس پر صحابہ کرام کا تھا۔ ہم نے اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل کو اسلام سمجھ رکھا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسلام کی سیرت یا روح کو دوبارہ قوم میں پیدا کیا جائے نہ کہ ظاہری باتوں کے پیچھے لگ کر اسے فراموش کر دیا جائے۔

اس لیے میں آپ کے ادارہ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں نے آپ کے خیالات کو جن کا اظہار اس سپاسنامہ میں کیا گیا ہے بہت خوشی سے سنا ہے اور یہ امید افزا ہے کہ ہمارے مذہبی کارکن اب خود ضرورت وقت کو پہچان کر اس راستے کی طرف آ رہے ہیں جس کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے۔ تمنا ہے کہ اس ملک میں اور بھی اس قسم کے روشن خیال ادارے ہوں تاکہ ہم اسلام کو نئے دور کے لیے اپنا لائحہ عمل بنا کر ترقی کر سکیں اور دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں۔

میں اس جامعہ کا افتتاح کرتے ہوئے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کے نیک ارادوں کو پورا کرے اور آپ کو صحیح راستے پر لے کر چلے تاکہ آپ قوم اور ملک بلکہ ساری دنیا کے لیے مفید ثابت ہوں" آمین!"۔